دفتر مجلس انصار اللہ بھارت
Office Of The Majlis Ansarullah Bharat
Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA
Ph:+91-1872-220186, Fax: +91-1872-224186, Mob. +91-98154-94687, E-mail:ansarullahbharat@gmail.com

نمبر/Ref تاریخ/Date

عاجزی وانکساری کی روشنی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ کا دل نشیں تذکرہ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 22/مئی 2026ء (۲۲ ہجرت ۱۴۰۵ ہش) بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آنحضرتؐ کی سیرت کے پہلو عجز وانکسار کا ذکر ہو رہا تھا۔ آج بھی وہی ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹی چھوٹی باتوں کی مثالیں دے کر اس کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: مَیں اسی طرح کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے کیونکہ مَیں بھی تو ایک بندہ ہی ہوں۔ یعنی سرداروں اور رئیسوں والا تکبر اور خود بینی نمائش میرے اندر نہیں ہے۔

حضرت انسؓ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہؐ کی اونٹنی جس کا نام عضباء تھا، وہ ایسی تیز تھی کہ اس سے آگے کوئی اونٹ نہیں نکل سکتا تھا۔ ایک بدوی اپنے ایک جوان اونٹ پر سوار آیا اور مقابلے میں وہ اونٹ عضباء سے آگے نکل گیا تو مسلمانوں کو سخت ناگوار گزرا کہ عضباء پیچھے رہ گئی اور تم آگے نکل گئے۔ رسول اللہؐ نے ان کے اس رویّہ پر فرمایا کہ اللہ کا حق ہے کہ جس چیز کو دنیا میں اٹھاتا ہے اس کو نیچا بھی دکھاتا ہے۔

پھر عاجزی کی ایک اَور مثال حضرت عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا: اے میرے بھائی اپنی دعا میں مجھے نہ بھولنا۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے یہ ایک ایسی بات فرمائی تھی کہ اس کے بدلے مجھے پوری دنیا بھی مل جاتی تو بھی مجھے خوشی نہ ہوتی۔ آپؐ پر درود بھیجنے کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن عاجزی کی انتہا ہے کہ آپؐ اپنے ایک مرید کو فرما رہے ہیں کہ میرے لیے دعا کرنا۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی کام کے کرنے میں کبھی عار نہیں سمجھتے تھے اور چھوٹے سے چھوٹا کام بھی

آپؐ خود کر کے دوسروں کو دکھاتے تھے بلکہ سکھاتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک لڑکے کے پاس سے ہوا۔ وہ ایک بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ تو آپؐ نے اسے پرے کیا اور فرمایا پیچھے ہٹو تا کہ میں تمہیں صحیح طریقہ دکھاؤں کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ تم کھال اتارنے میں مہارت رکھتے ہو۔ چنانچہ آپؐ نے اپنا ہاتھ کھال اور گوشت کے درمیان داخل کیا اور اسے اندر تک لے گئے یہاں تک کہ وہ بغل تک چھپ گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا یوں کرو۔ اے لڑکے! اس طرح کھال اتارو۔ آپؐ نے اس کا سارا کام بھی کیا اور سکھایا بھی۔

حضرت خبابؓ کی بیٹی سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہؐ کے پاس بکری دودھ دوہنے کے لیے لے کر آئی۔ تو آپؐ نے اسے باندھا اور اس کا دودھ دوہا۔ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس بڑا برتن لے کر آؤ۔ سو میں ایک بڑا برتن لائی تو آپؐ نے اس میں دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا خود بھی پیو اور اپنے پڑوسیوں کو بھی پلاؤ۔

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ جب کوئی شخص نبی کریم ﷺ کے سامنے آتا تو آپؐ اس سے مصافحہ فرماتے۔ آپؐ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ کھینچتے یہاں تک کہ وہ شخص خود اپنا ہاتھ کھینچ لیتا اور آپؐ اپنا چہرہ مبارک اس کے چہرے سے نہ موڑتے یہاں تک کہ وہ شخص خود منہ موڑ لیتا اور آپؐ کو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے بڑھائے ہوئے ہوں۔

بادیہ نشینوں میں ایک زاہر نامی صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیہات کی سوغاتیں لایا کرتے تھے اور جب وہ جانے لگتے تو آنحضرتؐ بھی ان کو کافی مال و متاع دے کر روانہ فرماتے۔ آنحضرتؐ فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارے بادیہ نشین یعنی گاؤں میں رہنے والے دوست ہیں اور ہم ان کے شہری دوست ہیں۔

ایک دن ایسا ہوا کہ زاہر بازار میں اپنا کچھ سامان فروخت کر رہے تھے کہ نبی کریمؐ اس کے پاس تشریف لائے اور پیچھے سے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ حضرت زاہرؓ آنحضور ﷺ کو دیکھ نہیں پا رہے تھے۔ اس نے پوچھا کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ لیکن جب انہوں نے مڑ کر دیکھا تو آنحضرتؐ کو پہچان لیا تو اپنی کمر نبی کریمؐ کے سینہ مبارک سے ملنے لگے۔ آنحضرتؐ نے کہنا شروع کر دیا کہ کون اس غلام کو خریدے گا؟ حضرت زاہر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! تب تو آپؐ مجھے گھاٹے کا سودا پائیں گے۔ مجھے کس نے خریدنا ہے؟ اس پر نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک تم گھاٹے کا سودا نہیں ہو، یا فرمایا کہ اللہ کے حضور تم بہت قیمتی ہو۔

حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہونے کے بارے میں پوچھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لاتے تو گھر کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ جلّ شانہٗ کے لیے وقف فرماتے۔ ایک حصہ اپنے اہل کے لیے۔ اور ایک حصہ خود اپنے لیے۔

پھر اپنے حصے کو بھی اپنے اور لوگوں کے درمیان بانٹ لیتے اور اس میں خاص صحابہؓ کے ذریعے عام لوگوں تک دین کی باتیں پہنچاتے اور ان سے کوئی بات بچا نہ رکھتے۔

حضور نے فرمایا: آپؐ پر جو پہلی وحی ہوئی اس سے بھی آپؐ کی عاجزی اور انکساری کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: سب سے پہلی وحی غار حرا میں نازل ہوئی جس میں جبرائیل رسول کریم ﷺ کو نظر آئے اور کہا اِقْرَاْ یعنی پڑھ۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ بوجھ مجھ پر نہ ڈالا جائے کیونکہ اس وقت آپ ﷺ کے سامنے کوئی کتاب تو نہیں رکھی تھی جسے آپؐ نے پڑھنا تھا بلکہ جو کچھ جبرائیل بتاتا وہ آپؐ کو زبانی کہنا تھا اور یہ آپؐ کہہ سکتے تھے مگر آپؐ نے انکسار کا اظہار کیا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے آپ ﷺ کو چنا تھا اس لیے بار بار کہا کہ پڑھو۔ آخر تیسری بار کہنے پر آپؐ نے پڑھا۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ اپنے بالا خانے میں تشریف فرما تھے اور اس وقت آپؐ ایک چٹائی پر تھے اور آپؐ کے اور اس بوریے کے درمیان کوئی چیز نہ تھی اور آپؐ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور آپؐ کے پاؤں کے پاس کیکر کے پتوں کا ڈھیر لگا تھا۔ میں نے آپؐ کے پہلو میں چٹائی کا نشان بھی دیکھا۔ یہ دیکھ کر میں رو پڑا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہیں کیا بات رُلا رہی ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کسریٰ و قیصر آسائش میں ہیں۔ آپ تو اللہ کے رسول ہیں اور اس حال میں۔ آپؐ نے فرمایا:

کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت ہو۔ بد اخلاق لوگوں سے بھی آپؐ ہمیشہ نرمی اور عاجزی کا سلوک فرماتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اپنا حق طلب کیا اور سخت لہجہ اختیار کیا۔ صحابہ کرامؓ غصہ ہوئے مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو اور ایک اونٹ خرید کر اسے دے دو۔ صحابہؓ نے کہا ہمیں اس کے قرض کے برابر اونٹ نہیں مل رہا بلکہ اس سے زیادہ قیمتی اونٹ مل رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: وہی اسے دے دو کیونکہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو قرض کی ادائیگی میں سب سے بہتر ہے۔ فتح مکہ کے وقت حضرت ابوبکرؓ اپنے والد کو لے کر رسول کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: اے ابوبکر! تم اس عمر رسیدہ شخص کو گھر رہنے دیتے۔ مَیں خود ان کے پاس آجاتا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ آپؐ نے انہیں رسول کریم ﷺ کے سامنے بٹھایا۔ آپ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اسلام لے آئیں آپ سلامتی میں آجائیں گے۔ چنانچہ ابو قحافہؓ نے اسلام قبول کر لیا۔ آپؐ کے گھر کے بارے میں حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے سب کے

لیے کھلے تھے۔ آپ ﷺ کے لیے نہ کوئی دربان کھڑا ہوتا تھا نہ آپ ﷺ کے لیے صبح شام بڑے بڑے برتنوں میں کھانے پیش کیے جاتے تھے۔ یعنی اعلیٰ قسم کے کھانے پیش نہ ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے جو بھی ملاقات کرنا چاہتا وہ آسانی سے آپ ﷺ سے مل سکتا تھا۔ آپ ﷺ زمین پر بیٹھتے۔ سادہ اور موٹے کپڑے پہنتے۔ گدھے پر سوار ہوتے۔ لوگوں کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھاتے اور کھانے کے بعد اپنے انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے یعنی صاف کر لیتے تھے۔

انگلیاں چاٹنے کے بارے میں حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کا ایک نوٹ ہے جس میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اطباء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انسان کے ہاتھ کی انگلیوں میں خاص لمس کی طاقت ہے۔ اس لیے اگر کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لی جائیں تو ہاضمہ میں مفید ہوتا ہے۔

مسجد کی صفائی کرنے کے متعلق حضرت یعقوب بن زیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں آنے والی گرد و غبار کو ایک چھڑی کے ساتھ صاف کر لیا کرتے۔ یعنی چھڑی کے آگے کوئی کپڑا وغیرہ لگا کر اس سے جھاڑ پونچھ کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اس پر رحم کرتا ہے اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مرسلوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں۔ مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے۔ جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لیے روحانی موت ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اس لیے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔

آپؐ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارك وسلم۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ کی تعلیمات اور آپؐ کی سنت پر چلتے ہوئے عاجزی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم ملک داؤد محمود صاحب ابن محمد اسحاق صاحب مرحوم کا ذکر خیر فرماتے ہوئے نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔